



ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» (رواه احمد والترمذي وابن حبان والحاكم وصحاحه، فقه السنة: ج 2 ص 112)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحْتُ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهَا، فَكَانَ بَاطِلًا» (رواه احمد، والبوداؤد وابن ماجه والترمذي وقال حديث حسن صحيح كذا في فقه السنة ج 2 ص 112)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا یہ نکاح باطل ہے، باطل ہے“

ان آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ ولی اقرب کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اور حق ولایت والد کے لئے ہے لہذا والد کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا آدمی ولی نہیں بن سکتا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء کا یہی فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام شافعی کے نزدیک عورت کے ولیوں کی ترتیب یہ ہے:

الاب، ثم الجدة ابوالاب، ثم الاخ للاب والام، ثم الاخ للاب، ثم ابن الاخ للاب والام ثم ابن الاخ، ثم العم، ثم ابنة عم، ثم ابنة عم، ثم الحاکم (فقه السنة ج 2 ص 117)

فتاویٰ روپڑیہ (فتویٰ اہل حدیث) میں ہے:

بہر صورت عورت کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے اول نمبر والد ہے بعض اول نمبر بیٹے کو کہتے ہیں (ج 3 ص 314) اس تصریح سے ثابت ہوا کہ والد کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص ولی نہیں بن سکتا۔ لہذا صورت مسئولہ کے مطابق نکاح والد کی اجازت کے بغیر پڑھا گیا ہے اور پوری پڑھا گیا ہے۔ لہذا شرعاً یہ نکاح باطل ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ماں تو سرے سے ولی بن ہی نہیں سکتی اور والد کی موجودگی میں بیٹے کو حق ولایت اپنی ہمشیرہ پر حاصل نہیں۔ لہذا یہ نکاح شریعت کی رو سے باطل اور کالعدم ہے بشرطیکہ والد اپنا اور خیر اندیش ہو۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے۔ مفتی کسی بھی قانونی سقم یا عدالتی کارروائی کا ذمہ دار نہ ہوگا

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 673

محدث فتویٰ